بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور زمانہ تصنیف

الثغور الباسمة فی مناقب سیدتنا فاطمة

کا سلیس اردو ترجمہ

فضائل سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ترجمہ

محمد شمشاد عالم مصباحی

(نیپال)

---- ﴿ناشر﴾ ----

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد، دکن

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

★ نام کتاب : **الثغور الباسمۃ فی مناقب سیدتنا فاطمۃ**
★ تالیف : امام حافظ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
★ اردو نام : **فضائل سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا**
★ ترجمہ : محمد شمشاد عالم مصباحی، نیپال
★ تصحیح : ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی
شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی
★ سنہ اشاعت : ۱۴۴۳ھ/۲۰۲۲ء
★ صفحات : ۴۰
★ ناشر : اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد، دکن

ملنے کے پتے

(۱) المجمع الاسلامی، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی۔
(۲) حق اکیڈمی، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی۔
(۳) المجمع المصباحی، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی۔
(۴) جامعۃ السلام، نیپال

فہرست مشمولات

تہدیہ

جلالۃ العلم ابوالفیض

علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی

علیہ الرحمۃ والرضوان

بانی

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور (اعظم گڑھ)

و

جملہ اکابرین اہل سنت کے نام

محمد شمشاد عالم مصباحی

انتساب

والدین کریمین
کے نام
جنھوں نے مجھے تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کی خاطر
مدارس اسلامیہ کے حوالے کیا، قدم قدم پر میری رہنمائی کی
اور دعاؤں سے نوازتے رہے

نیاز کیش
محمد شمشاد عالم مصباحی
نیپال

عرض مترجم

یہ اس وقت کی بات ہے، جب راقم الحروف، جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں، جماعت سادسہ کا طالب علم تھا، سالانہ امتحان بالکل قریب تھا، ظہر کی نماز کے بعد عزیزی ہاسٹل کے جنوبی دائرے میں واقع، روم نمبر (٦٥) میں مشرق کی طرف رخ کیے، مشکوۃ شریف کے مذاکرے میں مصروف تھا کہ اوراق گردانی کے دوران، مشکوۃ شریف کے ساتھ مطبوعہ رسالہ "الإكمال في أسماء الرجال" پر نظر پڑی تو یہ احساس ہوا کہ اس رسالے کا اگر اردو ترجمہ ہوجائے تو علم رجال سے شغف رکھنے والوں کے لیے کافی فائدہ مند ثابت ہوگا، لیکن طبیعت کی ناسازگی اور بے بضاعتی کے باعث یہ کام ملتوی ہوکر رہ گیا یہاں تک کہ درجہ فضیلت سے میری فراغت ہوگئی۔

دیگر فارغین کی طرح میں بھی "الاختصاص في الفقه" کو اپنا نصب العین بناکر ٹسٹ میں شریک ہوا، لیکن جامعہ کے اساتذہ اور ذمہ داران نے از خود "الاختصاص في الأدب العربي والتدريب على الإفتاء" کے لے منتخب کردیا جو کہ شروعاتی اوقات میں ناگوار گزرا، حتی کہ ایک شعبے سے دوسرے شعبے میں منتقلی کی کوشش بھی کی، لیکن مصباحی صاحب (خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی-حفظه الله-) کے حتمی فیصلے کے آتے ہی ساری کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔

ابتداءً، داخلی و خارجی شعور میں ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے افسردگی طاری رہی، لیکن مرور وقت کے ساتھ، اپنی ساری توجہ اس شعبے کی طرف مبذول کردی، عربی اخبار کے مطالعے کے لیے ایک ملٹی میڈیا موبائل خریدا، استاذ گرامی مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری سے عربی اخبار کا ایک "ایپ" لیکر اس کا مطالعہ شروع کیا جس سے تعریب و ترجمے میں کافی بہتری آئی اور جب کچھ دنوں بعد یہ پتا چلا کہ تینوں ازہری برادران مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری، مولانا ازہر الاسلام ازہری، اور مولانا عبد اللہ ازہری، عربی زبان و ادب کی تعلیم و تعلم اور تحسین و تطویر کے لیے بنام "منتدى فرسان اللغة العربية"، شوشل میڈیا "واٹسآپ" پر ایک گروپ چلاتے ہیں، تو استفادے کے لیے اس گروپ سے وابستہ ہوگیا۔

عرس عزیزی سے تقریباً ایک ماہ قبل امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا رسالہ بنام، "الثغور الباسمة في مناقب فاطمة" دستیاب ہوا، ترجمہ اور تخریج کے بعد، اس رسالے کو شیخ الأدب حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی دام ظلہ کی خدمت میں پیش کیا اور میری گزارش پر آپ نے رسالے کی تصحیح کے ساتھ ایک مقدمہ بھی لکھ کر عنایت کیا۔

عرس عزیزی سن ۱۴۳۶ ہجری کے موقع پر اس رسالے کا چھپنا طے پایا تھا، لیکن کچھ ناگفتہ بہ پر ضروری امور کے سبب نہ چھپ سکا اور مسلسل تاخیر ہوتی رہی حتی کہ مزید تعلیم کے لیے جامعہ ازہر مصر روانگی ہوگئی اور یہ رسالہ طباعت کے مرحلے کا منتظر رہا، جامعہ ازہر مصر پہنچنے اور کم وبیش چھ سال گزر جانے کے بعد بھی کثرت مشاغل کی وجہ سے، اس کی طباعت کی طرف توجہ نہ دے سکا، لیکن اب بفضل الٰہی امید ہے کہ یہ کتاب بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ دیگر غیر مطبوعہ تراجم کی تفاصیل بھی آپ اس کتاب کے عقبی صفحے پر ملاحظہ کر سکیں گے۔

بڑی ناانصافی ہوگی اگر اس کاوش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں تعاون کرنے والے احباب کا اس موقع سے میں نے شکرادا نہیں کیا، خصوصیت کے ساتھ استاذ گرامی مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری مصباحی صاحب جنہوں نے مشکل اور پیچیدہ مقامات کے ترجمے میں رہنمائی کی اور رفیق درس مولانا رضوان احمد مصباحی بریلی شریف، مولانا ریاض احمد مصباحی سیوان، مولانا اکمل حسین مصباحی کٹیہار جنہوں نے مختلف جہتوں سے تعاون کرکے، اس کام کو اور آسان کردیا، اور "اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن" کے ڈائریکٹر، برادر گرامی جناب بشارت علی صدیقی صاحب جنہوں نے اس قیمتی اور علمی رسالے کی تلاش وجستجو کی اور ترجمہ کے لیے دیا۔ اس فاؤنڈیشن کے تحت اب تک اسلاف کی انگنت عربی اور غیر عربی رسائل اور بے شمار عربی اور غیر عربی کتابیں ترجمہ ہوکر زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں اور بہت سے کتب ورسائل زیر طبع ہیں جو کہ بہت جلد طباعت سے مزین ہونے کے کگار پر ہیں۔

محمد شمشاد عالم مصباحی ازہری

فاضل جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر

بروز جمعہ بعد مغرب، ۹/ ربیع الثانی، ۱۴۴۱ھ۔

تقریظ

حضرت مولانا **محمد حبیب اللہ بیگ مصباحی ازہری**، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا اللہ کی نیک بندی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی لاڈلی بیٹی ہیں، فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شریک حیات ہیں، حضرات حسنین کریمین کی سگی ماں ہیں، سیدۃ نساء اھل الجنۃ ہیں۔ غرضیکہ آپ بے شمار کمالات کی مالک ہیں اور آپ کے فضائل و مناقب میں بے شمار احادیث وارد ہوئیں ہیں۔ آپ کے فضائل و مناقب سے متعلق احادیث کو محدثین عظام نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے۔

مختلف کتب احادیث و طبقات میں پھیلی ہوئی احادیث کو امام عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی نے یکجا کیا اور امت مسلمہ، بالخصوص محبان اہل بیت کو" الثغور الباسمة فی مناقب سیدتنا فاطمة" کے نا سے گراں قدر تحفہ عطا فرمایا۔

چوں کہ امام سیوطی کا رسالہ عربی زبان میں تھا اور ہر شخص کے بس کی بات نہیں کہ وہ براہ راست عربی کتب و رسائل سے استفادہ کرسکے۔ اس لیے مولانا شمشاد عالم مصباحی نے اس رسالہ کا ترجمہ سلیس اور عام فہم اردو میں کیا۔ ساتھ توضیح طلب مقامات پر حاشیہ بھی لکھا اور احادیث کی تخریج بھی کی۔ تاکہ قاری کو دوران مطالعہ مکمل اطمینان و وثوق حاصل رہ سکے۔

واضح رہے کہ یہ مولانا موصوف کی پہلی کاوش ہے۔ امید ہے آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ اللہ تعالی اس ترجمہ کو مقبول خاص وعام بنائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔

٭٭٭٭٭

تقدیم

ادیب شہیر حضرت علامہ **نفیس احمد مصباحی** دام ظلہ، شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم......................حامدو مصلیاو مسلما

زیر نظر کتاب ''الثغور الباسمة فی مناقب سیدتنا فاطمة'' رضی اللہ عنہا امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابوبکر سیوطی علیہ الرحمة و الرضوان (ولادت: ۸۴۹ھ، وفات :۹۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ امام جلال الدین پانچ سال، سات مہینے کے تھے کہ ان کے والد گرامی کا ۸۵۵ھ میں انتقال ہو گیا، آپ نے یتیمی کی حالت میں بھی اپنی تعلیم جاری رکھی، والد گرامی کی وصیت کے مطابق آپ کی پرورش و پرداخت فقہ اسلامی کے عظیم محقق اور نام ور حنفی محدث وفقیہ امام کمال الدین بن الھمام صاحب فتح القدیر کے زیر نگرانی ہوئی۔

اتنے ذہین اور مضبوط قوتِ حافظہ کے مالک تھے کہ آٹھ برس کی عمر ہی میں حفظ قرآن مکمل کر لیا اور پھر امام ابن دقیق العید کی کتاب ''عمدۃ الأحکام''، امام یحیی بن شرف نَوَوی کی منہاج، قاضی بیضاوی کی منہاج الأصول، اور ابن مالک کی الفیہ زبانی یاد کر لی۔ آپ مختلف علوم وفنون کے جامع تھے، لیکن تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع سات علوم میں ایسا تبحُّر وکمال حاصل تھا کہ آپ کے اساتذہ اور شیوخ میں بھی کوئی آپ کا ہم پلہ نہ تھا، سوائے فقہ کے کہ اس میں آپ کے استاذ گرامی آپ سے زیادہ وسیع النظر اور دسترس رکھنے والے تھے۔

(حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاھرة، ص:۱۵۴)

آپ نے جن شیوخ و اساتذہ سے علوم حاصل کیے ان کی تعداد ایک سو اکیاون تک پہنچتی ہے۔ اور تصنیفات و تالیفات کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے۔ انھیں کتابوں میں ایک کتاب ''الثغور الباسمة'' ہے جو اُمّ السّادات جگر گوشۂ رسول سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی

عنہا کے حالات وکمالات کے تعلق سے مستند احادیث نبویہ کا مجموعہ ہے۔

اس کا اردو ترجمہ عزیز گرامی مولانا محمد شمشاد عالم مصباحی زید علمه و فضله نے کیا ہے، عزیز موصوف ضلع مہوتری، نیپال کے رہنے والے ہیں، جامعہ اشرفیہ میں درجہ ثالثہ میں داخلہ لیا، ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء میں درجہ فضیلت اعلی درجے سے پاس کیا، پھر گزشتہ سال تخصص فی الادب العربی میں داخلہ لیا، اس سال تخصص فی الادب کی تعلیم کی تکمیل کے موقع پر اس ترجمہ کو منظر عام پر لانا چاہتے ہیں۔ ترجمہ کی زبان سلیس، شستہ اور رواں ہے، مترجم موصوف نے ترجمے میں عصری معیار کی رعایت کے ساتھ یہ کوشش بھی کی ہے کہ زبان کی شگفتگی کے ساتھ اصل عبارت کے معنی ومفہوم کی ترسیل اردو قارئین تک صحیح طریقے سے ہو جائے۔ اور اس میں بڑی حد تک انھیں کامیابی بھی ملی ہے۔ و ذلك فضل الله يو تيه من يشاء.

عزیز موصوف کا شمار جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ذہین اور محنتی طلبہ میں ہوتا ہے، مثبت سوچ اور تعمیری فکر و مزاج کے حامل باصلاحیت عالم دین ہیں، اردو اور عربی دونوں زبانوں میں لکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مولی تعالی انھیں نظر بد سے بچائے، علم وفضل اور فکر وعمل کے میدانوں میں خوب خوب ترقیوں سے نوازے، اور انھیں اپنی رضا اور خوشنودی کے کاموں کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم، علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

مورّخہ:
۱۲؍رجب، ۱۴۳۶ھ
۲؍مئی، ۲۰۱۵ء
بروز شنبہ

نفیس احمد مصباحی
خادم تدریس جامعہ اشرفیہ،
مبارک پور، اعظم گڑھ،
یوپی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی.

شیخ الاسلام علامہ حافظ جلال الدین السیوطی الشافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

أخبرنی شیخی شیخ الاسلام والمسلمین تقی الدین الشمنّی بقراءتی علیه قال: أخبرنا الجمال عبد الله بن علی الحنبلی قال: أخبرنا أبو الحسن العرضی، قال: أنبأتنا زینب بنت مکی، ح وأنبأنا عالیا أبو عبد الله محمد بن مقبل الحلبی، عن الصلاح بن أبی عمر المقدسی قال: أنبأنا أبو الحسن البخاری. قالا: أخبرنا أبو علی الرصافی قال: أخبرنا أبو القاسم بن الحصین قال: أخبرنا أبو علی التمیمی قال: أخبرنا أبو بکر القطیعی قال: حدثنا عبدالله بن أحمد بن حنبل قال: حدثنا أبی، قال: حدثنا عفان قال: حدثنا حماد، أنبأنا عطاء بن السائب عن أبیه، عن علی رضی الله عنه:

ترجمہ: پہلی سند:

میرے شیخ، شیخ الاسلام والمسلمین تقی الدین الشمنّی نے بطریق قراءت علی الشیخ مجھے خبر دی[1]، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی جمال عبداللہ بن علی الحنبلی نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی زینب بنت مکّی نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوعلی الرصافی نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوالقاسم بن الحصین نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوعلی التیمی نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوبکر القطیعی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے،

(۱) یعنی میں نے یہ مضمون انہیں پڑھ کر سنایا۔ ''قرأت علیه'' یا ''قراءتی علیه'' یہ الفاظ روایت میں سے ہے، اس کا معنی ہے: (میں نے فلاں کے سامنے پڑھا، توانہوں نے میری توثیق کی)

انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ہمارے والد نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی عفان نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی حماد نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی عطا نے، یہ اپنے والد حضرت سائب سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

دوسری سند:

میرے شیخ، شیخ الاسلام والمسلمین تقی الدین الشمنّی نے بطریق قراءت علی الشیخ، مجھے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی جمال عبداللہ بن علی الحنبلی نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن مقبل الحلبی نے، یہ صلاح بن أبي عمر المقدسی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوالحسن البخاری نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوعلی الرصافی نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوالقاسم بن الحصین نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوعلی التمیمی نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابوبکر القطیعی نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی ہمارے والد نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی عفان نے، انہوں نے کہا: ہم سے حدیث بیان کی حماد نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی عطا نے، یہ اپنے والد حضرت سائب سے روایت کرتے ہیں کہ،

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، تو جہیز کے طور پر آپ نے ایک جوڑا لباس، ایک تکیہ (جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی) دو چکیاں، ایک مشک، اور دو گھڑے عنایت فرمائے۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے فاطمہ! اب تو پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ بھی درد کرنے لگا ہے، دربار نبوت میں بہت سے قیدی آئے ہوے ہیں، تم بھی جاکر ایک خادم مانگ لاؤ، حضرت فاطمہ نے عرض کیا: بخدا! چکی پیستے پیستے میرے ہاتھ میں بھی چھالے پڑ گئے ہیں اور دربار اقدس میں حاضر خدمت ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سے آنے کا سبب دریافت کیا، تو

حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ بس سلام کے لیے حاضر ہوئی ہوں، اور شرم وحیا کی وجہ سے مانگ نہ سکیں اور خالی ہاتھ واپس لوٹ آئیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو آپ نے صاف صاف بتادیا کہ سلام کرکے واپس آگئی، میری شرم وحیا نے مجھے سوال کرنے کی اجازت نہ دی؛ پھر دونوں حضرات حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت علی نے عرض کیا: یارسول اللہ! پانی بھرتے بھرتے سینہ درد کرنے لگا ہے، اور حضرت فاطمہ نے بھی عرض کیا کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں، حضور کی بارگاہ میں مال و دولت اور بہت سے قیدی آئے ہوئے ہیں، کرم فرماکر، ان میں سے کوئی قیدی ہمیں عنایت فرمادیجیے؛ حضور ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم، میں تمہیں کوئی خادم نہیں دوں گا، کیا میں اہل صفہ کو بھوکا چھوڑدوں گا؟ میرے پاس ان پر خرچ کرنے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے، ان قیدیوں کو فروخت کرکے ان کی قیمت سے میں ان کی ضروریات کی تکمیل کروں گا۔ جب یہ دونوں حضرات مذکورہ جواب سن کر صبر و شکر بجالاتے ہوئے گھر واپس آگئے، تو خود آپ ﷺ ان کے کاشانے پر تشریف لائے، اس وقت یہ دونوں حضرات اپنے فقیرانہ بستروں پر لیٹ چکے تھے، چادر مبارک بھی ایسی فقیرانہ تھی کہ جب سر ڈھکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا تھا؛ جیسے ہی حضور ﷺ تشریف لائے دونوں حضرات کھڑے ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: جیسے ہو ویسے ہی رہو، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں میرے پاس جو چیز لینے آئے تھے، کیا تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ انہوں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے، آپ نے فرمایا: یہ کچھ کلمات ہیں جو حضرت جبرئیل نے مجھے سکھایے ہیں، ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو، اور سوتے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

حضرت علی فرماتے ہیں: جب سے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی، ہم نے کبھی اسے ترک نہیں کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علی سے عرض کیا: کیا آپ

نے جنگ صفین کی رات بھی ترک نہیں فرمایا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جنگ صفین کی رات بھی انھیں پڑھنا ترک نہیں کیا[۱]۔

یہ صحیح اور مشہور حدیث ہے، ائمہ صحاح ستہ اور دیگر محدثین نے، الفاظ کے اختلاف اور معمولی کمی بیشی کے ساتھ، متعدّد طرق سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

امام بخاری نے ''کتاب فرض الخمس'' میں بدل بن مُحبَّر سے[۲]، ''باب مناقب علی'' میں محمد بن بشّار عن غندر کی سند سے[۳] ''کتاب النفقات''میں مسدد عن یحیی کی سند سے[۴] اور کتاب الدعوات میں سلیمان بن حرب سے اس حدیث کی تخریج کی ہے[۵]۔

امام مسلم نے ''کتاب الدعوات''میں محمد بن المثنی عن محمد بن جعفر اور محمد بن بشار عن محمد بن جعفر کی سند سے، ابن ابی شیبہ عن وکیع کی سند سے اور عبید اللہ بن معاذ عن ابیہ کے طریق سے اور محمد بن المثنی عن ابن ابی عدی کی سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے[۶]۔

امام ابوداؤد نے ''کتاب الأدب'' میں عن مسدد عن یحیی وعن حفص بن عمر کی سند اس حدیث کی تخریج کی ہے[۷]۔

---

(۱) کتاب مسند العشرة المبشرين بالجنة لأحمد بن حنبل،باب مسند علی بن أبی طالب،رقم الحديث :(٨٤٠)

(۲) صحيح البخاری،كتاب فرض الخمس،باب الدليل على أن الخمس لنوائب رسول اللهﷺ والمساكين،رقم الحديث (٢٩٤٥).

(۳) مصدر سابق، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی، رقم:(۳۵۰۲)۔

(۴) مصدر سابق، کتاب النفقات، باب عمل المرأۃ فی بیت زوجہا، رقم (۵۰۴۶)۔

(۵) مصدر سابق، کتاب الدعوات، باب التکبیر والتسبیح عند المنام، رقم (۵۹۵۹)۔

(۶) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب التسبیح أول النہار وعند النوم،

(۷) سنن أبی داود، کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم، رقم (۵۰۶۲)

مذکورہ آٹھوں حضرات نے درج ذیل سند سے روایت کیا ہے:

عن شعبة عن الحكم بن عتيبة عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن علي.

امام بخاری نے "کتاب النفقات" میں بھی حمیدی سے اس کی تخریج کی ہے [۱]۔

امام مسلم نے "کتاب الدعوات" میں زہیر بن حرب سے روایت کی ہے [۲]۔

امام نسائی نے "السنن الکبری" میں قتیبہ سے [۳]۔

ان تینوں حضرات نے اس سند سے روایت کی ہے:

عن سفيان عن عبيدالله بن ابی یز ید عن مجاهد عن ابن أبي ليلى.

امام مسلم نے اس حدیث کی تخریج "کتاب الدعوات" میں عبید بن یعیش اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے بھی کی ہے، یہ دونوں حضرات عبد الله بن نمير عن عبد الملك بن ابی سلیمان عن عطاء عن مجاهد سے روایت کرتے ہیں [۴]۔

امام ابو داؤد نے "کتاب الادب" میں عباس العنبری عن عبد الملك بن عمرو عن عبد العزیز بن محمد سے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے [۵]۔

امام نسائی نے ابن السرح ،عن ابن وهب، عن عمر بن مالك المعافری و حیوة بن شریح کی سند سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

یہ تینوں حضرات اس سند سے روایت کرتے ہیں: عن یزید بن الهاد، عن محمد

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب خادم المرأة، رقم (۵۰۴۷)۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب التسبیح أول النهار وعند النوم، رقم: (۲۷۲۷)۔

(۳) السنن الکبری، کتاب عمل الیوم واللیلۃ: التسبیح والتحمید والتکبیر عند النوم، رقم (۱۰۶۵۰)۔

(۴) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والاستغفار، باب التسبیح أول النهار وعند النوم، رقم (۲۷۲۷)۔

(۵) سنن أبي داود، کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم، رقم (۵۰۶۴)

بن كعب القرظی، عن شبث بن ربعیّ، عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم[1]۔

امام ابوداؤد نے "کتاب الخراج" میں بھی، يحيى بن خلف، عن عبدالاعلی[2]، ومؤمل بن هشام، عن ابن علية کے طریق سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

یہ دونوں حضرات درج ذیل سند سے روایت کرتے ہیں: عن سعيد الجُرَيری عن ابی الورد بن ثمامة عن ابن أعبد عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم[3]۔

امام ترمذی نے "کتاب الدعوات" میں اس حدیث کی تخریج کی ہے[4]۔

امام نسائی نے "کتاب عشرۃ النساء" میں اس کو روایت کیا ہے۔

یہ دونوں حضرات: ابو الخطاب زياد بن يحيى البصری، عن أزهر بن سعد السّمان، عن ابن عون، عن ابن سيرين، عن عبيدة بن عمرو السلمانی کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں[5]۔

امام نسائی نے "کتاب النکاح" میں بھی نصیر بن الفرج، عن ابی اسامۃ، عن زائدہ سے اس کی تخریج کی ہے[6]۔

ابن ماجہ نے، کتاب الزھد، میں واصل بن عبد الاعلی، عن محمد بن فضیل، سے اس کو روایت کیا ہے۔

یہ دونوں عطاء بن السائب، عن أبیہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

---

(۱) السنن الکبری، کتاب عمل الیوم واللیلۃ: ثواب ذلک، رقم (۱۰۶۵۲)۔

(۲) سنن أبي داوٗد، کتاب الخراج، باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسھم ذی القربی، رقم: (۲۹۸۸)۔

(۳) سنن أبي داوٗد، باب فی التسبیح عند النوم، رقم: (۵۰۶۳)۔

(۴) جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی ماجاء فی التسبیح والتکبیر والتکبیر عند المنام، رقم: (۳۴۰۸)۔

(۵) السنن الکبری، کتاب عشرۃ النساء: الخادم للمرأۃ، رقم: (۹۱۷۲)۔

(۶) السنن الکبری، کتاب النکاح، باب جھاز الرجل ابنتہ، رقم (۳۳۸۴)۔

کرتے ہیں [۱]۔

امام احمد ابن نے حنبل نے تین لوگوں سے اس حدیث کی تخریج کی ہے: اُسود بن عامر، حسین اور ابواحمد الزبیری سے۔

یہ تینوں حضرات اسرائیل عن ابی اسحاق عن هبیرة بن یَر یم، عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سند سے روایت کرتے ہیں [۲]۔

امام طبری نے "تهذیب الآثار" میں متعدّد سندوں سے اس کی تخریج کی ہے، جو درج ذیل ہیں:

١ - عن القاسم مولی معاویة عن علی.
٢ - عن ابی امامة عن علی.
٣ - عن عمارة ابن عبد عن علی.
٤ - عن محمد ابن الحنفیة عن علی.
٥ - عن ابی مریم عن علی.

مطین نے "مسند علی" میں بطریق ھانیء بن ھانیء، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی روایت کی ہے [۳]۔

ان کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے:

ابن حبان نے اپنی "صحیح [۴]" میں، جعفر الفریابی نے "الذکر [۵]" میں، یوسف القاضی

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ضجاع آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، رقم (۴۱۵۲)۔
(۲) مسند اُحمد بن حنبل، کتاب العشرة المبشرين بالجنة، باب مسند علی بن اَبی طالب، رقم: (۱۲۵۳)۔
(۳) فتح الباری لابن حجر (۱۲۲/۱۱)۔
(۴) صحیح لابن حبان، کتاب الزینة والتطییب، باب آداب النوم: ذکر ما یقول المرء اذا اَتی مضجعه من التسبیح و التکبیر والتحمید، رقم الحدیث: (۵۵۲۴)۔
(۵) فتح الباری لابن حجر (۱۲۲/۱۱)۔

نے ”الذکر[۱]“ میں، دارقطنی نے ”العلل[۲]“ میں، بیہقی نے (”السنن الکبری[۳]“ میں)، بزّار نے (اپنی ”مسند“ میں) اس حدیث کی تخریج کی ہے[۴]۔

اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بھی ہے، جس کی تخریج امام مسلم نے اپنی ”صحیح“ میں کی ہے[۵]۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث بھی ہے، جس کی تخریج امام طبری نے اپنی کتاب ”تھذیب الآثار“ میں کی ہے[۶]۔

اصل حدیث سنن ابی داؤد میں ہے، جس کی تخریج امام اَبوداؤد نے ام الحکم اور ضباعۃ بنت زبیر سے کی ہے[۷]۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہے، جس کی تخریج امام طبری نے ”تھذیب الآثار“ میں کی ہے[۸]۔

حضرت علی بن حسین[۹] اور حضرت عروہ سے مرسل حدیث بھی مروی ہے، جس کی

---

(۱) فتح الباری لابن حجر (۱۱/۱۲۳)۔
(۲) العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ، للدارقطنی: (۳/۲۸۳)۔
(۳) السنن الکبری، کتاب القسم والنشور، باب مایستحب لھا رعایۃ لحق زوجھا وان لم یلزمھا شرعا، باب خدمۃ المرأۃ: (۷/۲۹۳)۔
(۴) مسند بزاز: (۲/۲۱۷)۔
(۵) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب مایقول عند النوم وأخذ المضجع، رقم: (۲۷۱۳)۔
(۶) فتح الباری لابن حجر (۱۱/۱۲۱)۔
(۷) سنن أبي داوٗد، کتاب الأدب، باب فی التسبیح عند النوم، رقم: (۵۰۶۶)۔
(۸) فتح الباری لابن حجر (۱۱/۱۲۰)۔
(۹) فتح الباری لابن حجر (۱۱/۱۲۱)، مصنف عبد الرزاق، رقم: (۱۹۸۲۸)۔

تخریج امام جعفر نے ''الذکر'' میں کی ہے (۱)

حضرت فاطمہ کے نکاح کے سلسلے میں وارد احادیث کا بیان

ابن مندہ نے ''المعرفۃ'' میں ذکر کیا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ کے ساتھ ہجرت نبوی کے ایک سال بعد ہوا، اور رخصتی بھی تقریباً ایک سال بعد ہوئی۔ آپ سے حضرت حسن، حسین، محسن (۲)، ام کلثوم کبری اور زینب کبری کی پیدائش ہوئی۔

---

(۱) فتح الباری لابن حجر (۱۱/۱۲۳)۔

(۲) محسن: میم کے ضمہ اور سین کے تشدید اور کسرہ کے ساتھ۔ سیر اور تراجم کی کتابوں میں حضرت محسن کا ذکر صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے ضمن میں ملتا ہے، مستقل نہیں ملتا ہے، ایک حدیث شریف میں، جو بطریق ہانیء بن ہانیء حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، آپ کا ذکر آیا ہے۔ عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه ، قال : لما ولد الحسن سميته حربا ،فجاء رسول الله ﷺ فقال:أرونی ابنی ما سميتموه ؟ قال : قلت حربا ،قال بل هو حسن.فلما ولد الحسين سميته حربا، فجاء رسول الله ﷺ فقال :أرونی ابنی ما سميتموه ؟قال:قلت حربا،قال بل هو حسين.فلما ولد الثالث سميته حربا،فجاء النبی ﷺ فقال :أرونی ابنی ما سميتموه؟قلت :حربا،قال :بل هو محسّن.ثم قال : سميتهم بأسماء ولد هارون :شبّر و شبّير و مبشّر''. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، پھر حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: مجھے میرے نواسے کو دکھاؤ، تم نے کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: حرب، تو آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس کا نام حسن ہے، پھر جب حضرت حسین کی ولادت ہوئی تو میں نے اس کا نام حرب رکھا تو آپ نے فرمایا: بلکہ اس کا نام حسین ہے؛ پھر جب تیسرے لڑکے کی ولادت ہوئی تو میں نے اس کا نام حرب رکھا تو آپ ﷺ نے کہا: بلکہ اس کا نام محسن ہے اور ارشاد فرمایا: میں نے حضرت ہارون کے لڑکوں شبر، شبیر اور مبشر کے نام پر، ان کا نام رکھا ہے۔ مسند احمد، (۷۶۹) و (۹۵۳)، صحیح ابن حبان (۶۹۵۸)، مستدرک للحاکم (۳/۱۶۵)۔

''طبقات ابن سعد'' میں بسند مرسل مروی ہے: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کے پانچ مہینے بعد ہوا اور رخصتی جنگ بدر سے واپسی کے بعد ہوئی، اس وقت حضرت فاطمہ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی[(۱)]۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی کی شادی جنگ احد کے بعد ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ساڑھے پندرہ سال تھی[(۲)]۔

امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، آپ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت فاطمہ کے نکاح کا پیغام آیا، تو مجھ سے میری ایک خادمہ نے کہا: آپ کو کچھ معلوم ہے، رسول اللہ کی بارگاہ میں حضرت فاطمہ کے نکاح کا پیغام آیا ہے؟ حضرت علی نے نفی میں جواب دیا تو بولی: ہاں، نکاح کا پیغام آیا ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کیوں نہیں جاتے ہیں کہ حضرت فاطمہ سے آپ کا نکاح فرمادیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرے پاس شادی کرنے کے لیے کیا ہے! وہ بولی: اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جائیں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ سے آپ کی شادی ضرور کردیں گے، اور وہ مجھے امید دلاتی رہی یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور جب آپ کے سامنے بیٹھا تو آپ کی ہیبت اور جلالت شان کی وجہ سے میری زبان بند ہوگئی اور میں کچھ بول نہ سکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار ارشاد فرمایا: کس لیے آئے ہو؟ کیا کوئی ضرورت ہے؟ میں خاموش رہا، تو آپ نے فرمایا: شاید تم فاطمہ سے نکاح کا پیغام لیکر آئے ہو! میں نے عرض کیا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: تمھارے پاس مہر کے لیے کچھ ہے؟ میں

---

(۱) طبقات ابن سعد: (۲۲/۸)، حلیۃ الاولیاء: (۳۹/۲، ۴۳)، سیر اعلام النبلاء (۱۱۹/۲)، البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر (۳۳۲/۷)۔

(۲) الاستیعاب لابن عبد البر (۱۸۹۳/۴)، سیر الاعلام النبلاء (۱۱۹/۲)، فتح الباری (۱۹۹/۶)۔ عمدۃ القاری لبدر الدین العینی (۱۷۴/۳)۔

نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ، تو آپ نے فرمایا: وہ حطمی زرہ کہاں ہے جو تمہیں جنگ بدر میں دی تھی؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں علی کی جان ہے، وہ زرہ ہے، جس کی قیمت چار درہم ہے میں نے عرض کیا: وہ میرے پاس موجود ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے فاطمہ کو تمھاری زوجیت میں دیا، یہ زرہ فاطمہ کو مہر کے طور پر دے دو۔ یہی رسول اللہ کی نور نظر حضرت فاطمہ کا مہر تھا[۱]۔

بزار نے سند حسن کے ساتھ، حضرت بریدہ سے روایت کی، آپ نے فرمایا: کچھ لوگوں نے حضرت علی سے کہا: اگر آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت فاطمہ سے نکاح کا پیغام بھیجتے تو کتنا اچھا ہوتا، تو آپ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی! کس لیے آئے ہو؟ حضرت علی کہتے ہیں: میں نے حضرت فاطمہ کا تذکرہ کیا، تو آپ نے مرحبا و أھلا فرمایا اور اس کے سوا کچھ نہ کہا۔ آپ ان لوگوں کے پاس واپس آئے جو آپ کا انتظار کر رہے تھے، لوگوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: معلوم نہیں، آپ نے صرف مرحبا و اھلا فرمایا ہے؛ لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ سے أھلا و مرحبا ہی کہنا کافی ہے۔ (اپنے لوگوں میں آئے اور کشادگی پائی) شادی کے بعد آپ نے حضرت علی سے فرمایا: شادی کے لیے ولیمہ بھی ضروری ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس ایک مینڈھا ہے اور انصار کی ایک جماعت نے گھی، پنیر اور کھجور سے بنائے گئے کھانے کا انتظام کیا۔ (اس طرح بہترین ولیمے کا انتظام ہوا) شب زفاف آپ نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا: میرے آنے تک انتظار کرنا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، تو آپ نے پانی منگوا کر اس سے وضو فرمایا اور حضرت علی پر چھڑک دیا، پھر ارشاد فرمایا: اللهم بارك فيهما و بارك لهما في نسلهما. (اے اللہ! ان دونوں اور ان دونوں کی نسل میں برکت عطا فرما[۲]۔)

(۱) دلائل النبوۃ للبیھقی، (۱۶۰/۳)۔

(۲) مسند بزار (۳۴۶/۲)۔

امام ابو داوٗد نے بطریق عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کی، آپ نے فرمایا: جب حضرت فاطمہ سے حضرت علی کا نکاح ہوا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: فاطمہ کو کچھ دو! آپ نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: تمھاری حُطمی زرہ کہاں ہے؟[۱]۔

ابن سعد نے عکرمہ سے مرسلا اس حدیث کی تخریج ہے اور ان کلمات کا اضافہ کیا ہے:

"فأصدقها إياها ، وكان ثمنها أربعمائة درهم"[۲]

(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حطمی زرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مہر کے طور پر دے دی، جس کی قیمت چار سو درہم تھی۔)

ابن سعد نے حضرت علباء بن احمر الیشکری سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضرت علی کا نکاح ہوا، تو آپ نے اپنا ایک اونٹ ایک سو اسّی درہم میں فروخت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو تہائی رقم کی خوشبو خرید لو اور ایک تہائی سے کپڑے[۳]۔

ابن سعد نے حضرت حجر بن عنبس سے (انھوں نے زمانہ جاہلیت بھی پایا تھا) روایت کی کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت فاطمہ سے نکاح کا پیغام بھیجا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! یہ تیرے لیے خاص ہے، میں دجال نہیں ہوں۔

یعنی میں کذاب نہیں ہوں، اور وہ اس طور پر کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیغام نکاح دینے سے پہلے، آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان (حضرت علی) کے نکاح میں دینے کا وعدہ فرمایا تھا[۴]۔

---

(۱) سنن ابی داوٗد: (۲۱۲۵)۔

(۲) طبقات ابن سعد (۲۰/۸)۔

(۳) مصدر سابق: (۲۱/۸)۔

(۴) مصدر سابق (۱۹/۸)۔

ابن سعد نے حضرت عطا سے روایت کی ،انہوں نے فرمایا : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا، تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے ارشاد فرمایا: علی نے تیرے نکاح کا پیغام بھیجا ہے،آپ خاموش رہیں، توآپ نے حضرت علی سے ان کا نکاح فرمادیا(۱)۔

حضرت عکرمۃ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا: جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا، توآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہیز کے طور پر، بان(۲) کی چارپائی، چمڑے کا تکیہ، اور ایک چھاگل عطافرمائی اور حضرت علی سے فرمایا: جب حضرت فاطمہ کی رخصتی تیرے پاس ہو،تو میرے آنے تک انتظار کرنا۔اور یہودیوں کا طریقہ تھا کہ مرد کو عورت سے مجامعت کرنے سے روکتے تھے۔جب آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کرآئے تو گھر کے ایک کنارے میں دونوں بیٹھ گئے۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے،آپ نے پانی منگوایا،اس میں کلی کی، اس میں اپنا دست مبارک ڈالا، پھر حضرت علی کو بلاکر اس میں سے تھوڑا پانی ان کے دونوں شانوں، بازوؤں اور سینے پر چھڑکا، پھر آپ نے حضرت فاطمہ کو بلایا،آپ شرم وحیا سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں،آپ نے ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا: اے فاطمہ !ہم نے اپنے خاندان میں سب سے بہتر شخص سے تمھارا نکاح کیا ہے(۳)۔

ابن سعد نے مذکورہ حدیث کی طرح ایک حدیث بطریق سعید بن المسیب، حضرت ام ایمن سے موصولاً روایت کی ہے(۴)۔

ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی کہ جب حضرت فاطمہ کی میرے پاس رخصتی

---

(۱) طبقات ابن سعد (۸/۲۰)۔

(۲) بان: مونج وغیرہ کی رسی جس سے چارپائی بنتے ہیں۔ مونج: ایک قسم کی گھاس جس کی رسی بٹی جاتی ہے۔

(۳) طبقات ابن سعد (۸/۲۲)۔

(۴) مصدر سابق (۸/۲۳)۔

ہوئی، تو اس رات ہمارا بستر مینڈھے کی ایک کھال کا تھا[۱]۔

ابن سعد نے اس حدیث کی روایت درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

لقد تزوجت فاطمة ،و ما لی و لها فراش غير جلد كبش، ننام عليه بالليل ،و نعلف عليه الناضح بالنهار ،و ما لی و لها خادم غيرها[۲]۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میرا نکاح ہوا، تو اس وقت ہمارا بستر مینڈھے کی کھال تھی، رات کو اس پر سوتے تھے، دن میں اسی میں اونٹ کو چارہ کھلاتے تھے، ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہیں تھا۔

بزار نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، آپ نے فرمایا: ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی میں حاضر ہوئے، ہم نے اس سے اچھی شادی نہ دیکھی، ہم لوگوں نے گدے کو کھجور کی چھال سے بھر دیا، ہمارے کھانے کے لیے چھوہارے اور کشمش لائی گئی تو ہم لوگوں نے کھایا، شادی کی رات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بستر استراحت مینڈھے کی کھال تھی[۳]۔

ابن سعد نے حضرت اسماء سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب حضرت فاطمہ کی رخصتی ہوئی، تو ان کے گدے میں اور تکیے میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ نے حضرت فاطمہ کی شادی میں اپنے دور کے سب سے بہتر ولیمے کا انتظام فرمایا۔ آپ نے ایک یہودی کے پاس جَو کے عوض اپنی زرہ گروی رکھی تھی۔

ابن سعد نے ایک شخص سے روایت کی (انصار ان کے رشتے دار تھے)، انہوں نے کہا: مجھے میری دادی نے خبر دی کہ وہ ان عورتوں کے ساتھ تھی، جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانے پر لے کر آئیں، میری دادی کہتی ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی، دو چادر

(۱) سنن ابن ماجہ (۴۱۵۴)۔

(۲) طبقات ابن سعد (۲۲/۸)۔

(۳) کشف الاستار بحوالہ بزار، (۱۵۳/۲)، رقم (۱۴۰۸)۔

اور زعفرانی رنگ کے چاندی کے دو بازو بند کے ساتھ ہوئی اور جب حضرت علی کے دولت خانے پہنچے تو وہاں ہم نے بھیڑ کی ایک کھال، کھجور کی چھال بھرا ہوا ایک تکیہ، ایک مشک، ایک چھلنی، ایک رومال اور ایک پیالہ دیکھا۔

امام احمد نے "کتاب الزھد" میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز کے طور پر، حضرت فاطمہ کو ایک چادر، ایک مشک، اور کھجور کی چھال بھرا ہوا ایک تکیہ عنایت فرمایا تھا۔

امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے پاس صرف مینڈھے کی ایک کھال تھی، جس کے ایک کنارے پر سوتے تھے اور دوسرے کنارے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹا گوندھتی تھیں۔

حضرت فاطمہ کے خصائص وفضائل

شیخین نے کئی طرق سے حضرت مِسوَر بن مخرمہ سے روایت کی، آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: بنوہاشم بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت علی سے کردیں، میں اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، ہاں، اگر علی بن ابی طالب چاہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے شادی کرلیں (۱)۔

میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم رسول اللہ اور عدو اللہ کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں (۲)۔

---

(۱) متفق علیہ: (بخاری: ۴۹۳۲، مسلم: ۲۴۴۹)۔

(۲) متفق علیہ: (بخاری: ۲۹۴۳، مسلم: ۲۴۴۹)۔

ایک روایت میں ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ میرے ہی جسم کا ایک ٹکڑا ہے، جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے مجھے تکلیف دیتی ہے، جو چیز اسے بے چین کرتی ہے وہ مجھے بے چین کرتی ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس کے دین میں کوئی فتنہ ڈالا جائے [۱]۔

حاکم نے مستدرک میں سوید بن غفلہ سے روایت کی کہ حضرت علی کے پاس ابوجہل کی بیٹی کے نکاح کا پیغام آیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کے حسب و نسب کے بارے میں پوچھ رہے رہو؟ آپ نے کہا: نہیں، لیکن کیا آپ مجھے اس سے نکاح کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میرا یقین ہے کہ اس سے فاطمہ کو بے چینی اور پریشانی ہوگی۔ تو حضرت علی نے عرض کیا: میں کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جو حضرت فاطمہ کو ناپسند ہو [۲]۔

بزار اور طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ یہ خبر آپ ﷺ تک پہنچی، تو آپ نے حضرت علی کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ تم اس سے نکاح کر کے مجھے تکلیف دینا چاہتے ہو، تو ہماری بیٹی ہمیں واپس لوٹا دو [۳]۔

ابن التین نے کہا: اس واقعہ کا سب سے صحیح محمل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی پر اس بات کو حرام فرما دیا کہ وہ آپ ﷺ کی لخت جگر کے ساتھ کسی اور کو (نکاح میں) جمع کریں۔ کیوں کہ اس سے حضرت فاطمہ کو تکلیف ہونے کی وجہ سے، حضور ﷺ کو تکلیف ہوگی اور آپ ﷺ کو تکلیف دینا بالاتفاق حرام ہے [۴]۔

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: ظاہر یہ ہے کہ یہ بعید نہیں کہ حضور اکرم

---

(۱) متفق علیہ: (بخاری: ۲۹۴۳، مسلم: ۲۴۴۹)۔

(۲) مستدرک للحاکم (۳/۱۷۳)۔

(۳) کشف الاستار بحوالہ بزاز: (۳/۲۳۵) رقم (۲۶۵۲)، المعجم الکبیر للطبرانی (۱۱/۳۴۸)۔

(۴) فتح الباری لابن حجر: (۹/۳۲۸)۔

ﷺ کے خصائص میں اسے شمار کیا جائے کہ جب تک آپ کی شہزادیاں کسی کے نکاح میں ہوں اس وقت تک کسی دوسری عورت سے نکاح ممنوع ہے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ (تمام شہزادیوں کا حکم نہ ہو بلکہ) صرف حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی خصوصیت ہو[1]۔

امام ترمذی نے حضرت بریدہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی سب سے محبوب صاحب زادی تھیں[2]۔

امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، آپ فرماتی ہیں: میں نے عادات و اطوار، چال چلن، اور نشست و برخاست میں حضور کی شہزادی فاطمہ سے زیادہ حضور ﷺ کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت فاطمہ آتیں، تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے، (شفقت سے) ان کی پیشانی کا بوسہ لیتے، اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہ آئیں اور آپ پر گر پڑیں پھر سر اٹھایا اور رونے لگیں، پھر آپ پر گر پڑیں اور سر اٹھایا اور ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو فرمانے لگیں: بات در اصل یہ ہے کہ حضور نے مجھے بتایا کہ آپ اسی مرض میں وفات پا جائیں گے، اس پر میں رو پڑی، پھر آپ نے فرمایا: تم اہل بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملوگی (جنت میں) اس پر میں ہنسنے لگی[3]۔

بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں: ہم سب ازواج، نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر تھیں، اتنے میں حضرت فاطمہ آئیں، ان کا چلنا ہو بہو حضور ﷺ کا چلنا تھا، جب رسول اللہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: میری بیٹی کے لیے خوش آمدید ہے اور ان کو دائیں جانب بٹھایا، پھر ان سے سرگوشی کے انداز میں کوئی بات کہی، جس کو سن کر وہ رو پڑیں، (جب آپ نے ان کی بے قراری دیکھی) تو دوبارہ سرگوشی کے انداز میں کوئی بات

---

(۱) مصدر سابق: (۹/۳۲۹)۔

(۲) جامع ترمذی: (۳۸۶۸)۔

(۳) جامع ترمذی، رقم: (۳۸۷۲)، السنن الکبری: (۵/۹۶)، سنن ابی داؤد، رقم: (۵۲۱۷)۔

کہی، جس سے آپ ہنسنے لگیں۔ میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا: رسول اللہ نے کیا فرمایا تھا؟ حضرت فاطمہ نے کہا: میں رسول اللہ کا راز افشاء نہیں کروں گی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ کی وفات کے بعد، میں نے حضرت فاطمہ سے کہا: آپ پر جو میرا حق ہے اس حق کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں بتادو کہ رسول اللہ نے کیا فرمایا تھا؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا: ''ہاں، اب میں بتادیتی ہوں، پہلی بار جب آپ نے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتایا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، اس مرتبہ انہوں نے دو بار دور کیا ہے اور اب میں یہی سمجھتا ہوں کہ میرا وقت قریب آگیا ہے، تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا۔ بے شک میں تمھارا اچھا پیش رو ہوں۔ تو میں رو پڑی، پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو؟ تو میں ہنس پڑی[1]۔

امام ترمذی نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی، آپ فرماتی ہیں: فتح مکہ کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو بلا کر چپکے سے کان میں کچھ کہا، تو آپ رو پڑیں، پھر آپ نے آہستگی کے ساتھ کان میں کچھ فرمایا، تو آپ ہنس پڑیں۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دار فانی سے کوچ کر گئے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اپنی وفات کی (اندوہناک) خبر دی تو میں رو پڑی، پھر آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم مریم بنت عمران کے علاوہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو؟ تو میں ہنس پڑی[2]۔

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، آپ نے کہا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھارے لیے دنیا کی تمام عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت

(۱) صحیح بخاری: رقم: (۵۹۲۸)۔

(۲) جامع ترمذی، رقم: (۳۸۹۳)۔

خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجۂ فرعون رضی اللہ تعالیٰ عنہن کافی ہیں [1]۔

بزار نے حضرت علی سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو اور تمھارے دونوں لخت جگر جنتی جوانوں کے سردار ہیں؟ [2]۔

بزار نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو فرمایا: تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کر رہی ہو؟ حضرت فاطمہ نے عرض کیا: مجھے درد کا احساس ہو رہا ہے اور درد میں اس بات سے اور اضافہ ہو رہا ہے کہ میرے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میری لخت جگر! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم کائنات کی تمام عورتوں کی سردار ہو؟ آپ نے فرمایا: پھر مریم بنت عمران کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے دور کی تمام عورتوں کی سردار ہیں [3]۔

امام احمد، امام ابو یعلی اور امام حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مریم کے علاوہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں [4]۔

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

(۱) مصدر سابق، رقم: (۳۸۷۸)۔

(۲) مسند بزار: (۱۰۲/۳)۔

(۳) اس کتاب کے محقق سید حسن الحسینی فرماتے ہیں: مجھے یہ حدیث نہ ہی موجودہ مسند بزار میں ملی، اور نہ ہی کشف الاستار میں۔ لیکن ابن أعرابی نے المعجم میں اس طرح کی حدیث نقل کی ہے، حدیث نمبر: (۲۴۵۷)۔

(۴) مسند أحمد، رقم: (۱۱۳۴۷)، مستدرک للحاکم: (۱۶۸/۳)، مسند ابو یعلی: (۳۹۵/۲)۔

کے سامنے آکر بیٹھ گئیں، آپ ﷺ حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرہ بھوک کی شدت سے پیلا پڑ گیا تھا، آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا جہاں پر ہار لٹکتا ہے اور فرمایا: اے بھوکوں کو شکم سیر کرنے والے، پستوں کو بلند کرنے والے خدا! فاطمہ بنت محمد کا مرتبہ بلند فرما۔ حضرت عمران کہتے ہیں: بعد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میں نے دریافت کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عمران! اس دن سے اب تک مجھے بھوک نہیں لگی[1]۔

امام طبرانی نے بسند حسن، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، آپ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ سے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! تیرے خوش ہونے سے اللہ تعالی خوش ہوتا ہے اور تیرے ناراض ہونے سے اللہ ناراض ہوتا ہے[2]۔

بزّار نے ابن مسعود سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ نے اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کی، تو اللہ تعالی نے ان پر اور ان کی ذریت پر جہنم حرام فرما دیا[3]۔

عمر مبارک اور وفات کا بیان

مدائنی وغیرہ نے ذکر کیا ہے: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔

ابن عبد البر نے کہا: حضرت فاطمہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادیاں تھیں، پھر اختلاف اس میں ہے کہ ان دونوں میں چھوٹی کون ہیں؟ صحیح یہ ہے کہ حضور ﷺ کی سب سے پہلی صاحب زادی زینب، دوسری رقیہ، تیسری ام کلثوم اور چوتھی

(۱) دلائل النبوۃ للبیھقی: (۱۰۹/۶)۔
(۲) المعجم الکبیر للطبرانی: (۱۰۸/۱)۔
(۳) مسند بزاز: (۲۲۳/۵)۔

حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہن) ہیں [۱]۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ تعمیر کعبہ کے سال آپ کی ولادت ہوئی [۲]۔ کعبہ کی تعمیر بعثت سے ساڑھے سات سال پہلے ہوئی [۳]۔

ایک قول کے مطابق: بعثت کے سال آپ کی ولادت ہوئی۔

اس کے علاوہ کا بھی قول کیا گیا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے سلسلے میں درج ذیل اقوال ہیں:

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد [۴]، (۲) آٹھ ماہ بعد،

(۳) تین ماہ بعد، (۴) ستر دن بعد،

(۵) دو ماہ بعد ان کی وفات ہوئی [۵]۔

لیکن صحیح پہلا قول ہے۔ واقدی وغیرہ علما و محدثین کا یہی قول ہے [۶]۔

آپ کی وفات منگل کی شب، تین رمضان، سنہ گیارہ ہجری کو ہوئی [۷]۔

---

(۱) الاستیعاب لابن عبد البر: (۱۸۹۳/۴)۔

(۲) الطبقاب الکبری: (۱۹/۸)۔

(۳) اس کتاب کے محقق سید حسن حسینی فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ کعبہ کی تعمیر بعثت سے پانچ سال پہلے ہوئی۔ انہوں نے ابن سعد کا یہ قول نقل کیا ہے: قال ابن سعد: "ولدتها و قریش تبنی الکعبة، و ذلك قبل النبوة بخمس سنین"، الطبقات (۱۹/۸)۔

(۴) یہ قول صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ (۲۹۲۶)، صحیح مسلم، (۱۷۹۵)۔

(۵) الطبقات الکبری لابن سعد: (۲۸/۸)، الاستیعاب لابن عبد البر: (۱۸۹۸/۴)، الاصابة فی تمییز الصحابة (۵۷/۸)۔

(۶) واقدی نے کہا: قول اول ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔ سیر الاعلام النبلاء (۱۲۷/۲)۔

(۷) الطبقات الکبری لابن سعد: (۲۸/۸)، الاستیعاب لابن عبد البر: (۸۸۹۹/۴)، سیر اعلام النبلاء: (۱۲۸/۲) الاصابة فی تمییز الصحابة: (۵۹/۸)

امام ذہبی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر کے بارے میں متعدّد اقوال ذکر کیے اور قول اول کو صحیح قرار دیا۔ اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) چوبیس سال[1]، (۲) اکیس سال، (۳) چھبیس سال،
(۴) ستائیس سال[2]، (۵) اٹھائیس سال[3]، (۶) انتیس سال[4]،
(۷) تیس سال، (۸) تینتیس سال، (۹) پینتیس سال[5]۔

عبداللہ بن حارث نے کہا: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چھ ماہ باحیات رہیں، آپ فراق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غم سے لاغر ہو رہی تھیں[6]۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کو کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا[7]۔

غسل جنازہ کا بیان

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ آپ کے شوہر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا[8]، نماز

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱۲۱/۲)۔
(۲) یہ قول حضرت حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ سے منقول ہے، المعجم الکبیر (۳۹۹/۲۲)۔
(۳) یہ قول حضرت محمد بن اسحٰق سے مروی ہے، مصدر سابق، (۳۹۹/۲۲)۔
(۴) یہ طبقات ابن سعد کا قول ہے۔
(۵) الاستیعاب لابن عبدالبر (۱۸۸۹۹/۴)۔
(۶) سیر اعلام النبلاء: (۱۲۸/۲)۔
(۷) المعجم الکبیر: (۳۹۹/۲۲)۔
(۸) السنن الکبری میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت اسماء نے آپ کو غسل دیا، (۶۷۲۱)۔

جنازہ پڑھائی اور رات میں سپرد خاک کیا[۱]۔

ایک قول کے مطابق: آپ کی نماز جنازہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی[۲]، جبکہ ایک قول حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی وارد ہے[۳]۔ قبر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم نے اتارا[۴]۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ کو غسل نہیں دیا گیا، بلکہ وفات سے کچھ پہلے آپ نے خود ہی غسل فرمایا تھا۔

ابن سعد نے طبقات میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، آپ فرماتی ہیں:

میں دوران مرض الموت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمار داری کر رہی تھی، ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام سے باہر چلے گئے، حضرت فاطمہ نے مجھ سے کہا: ماں! پانی کا انتظام کرو میں غسل کروں گی، میں نے حکم کے مطابق پانی کا انتظام کر دیا، آپ نے اچھی طرح غسل فرمایا، پھر آپ نے فرمایا: مجھے نئے کپڑے دو، میں نے نیا کپڑا دیا تو آپ نے زیب تن فرمالیا، پھر آپ نے کہا: بستر بیچ کمرے میں بچھا دو، تو میں نے کر دیا، آپ اس طرح قبلہ رو ہو کر بستر پر لیٹ گئیں کہ آپ کا ہاتھ رخسار کے نیچے تھا اور مجھ سے کہا: ماں! میری رحلت کا وقت قریب ہے، اور میں غسل کر چکی ہوں، اس لیے کوئی غسل دینے کے لیے میرا جسم نہ کھولے اور آپ وہیں پر اس دار فانی سے کوچ کر گئیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تشریف لائے اور میں نے ان سے پورا واقعہ

---

(۱) الطبقات لابن سعد (۲۹/۸)۔

(۲) الطبقات لابن سعد (۲۹/۸)۔

(۳) الطبقات لابن سعد (۲۸/۹)

(۴) سیر اعلام النبلاء (۱۲۷/۲)، الطبقات الکبری (۲۸/۹)، الاستیعاب لابن عبد البر (۱۸۹۸/۴)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (۵۹/۸)۔

بیان کیا تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم، آپ کے جسم مبارک کو کوئی نہیں کھولے گا۔ اسی غسل پر جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات سے کچھ پہلے فرمایا تھا، سپرد خاک کر دیا گیا [۱]۔

اس حدیث کی سند جید ہے، اگرچہ غریب ہے، کیوں کہ ابن اسحق نے اس حدیث کو فلاں عن فلاں کے طریقے پر روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا ایک مرسل شاہد بھی ہے۔ ابن جوزی نے اپنی کتاب "الموضوعات" میں اس کو ذکر کیا ہے [۲]۔ امام ابن حجر عسقلانی نے "القول المسدد" میں، ابن جوزی کا تعاقب کیا ہے اور موضوع ہونے کے حکم کا انکار کیا ہے [۳]۔ بر تقدیر صحت واقعہ یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہوگی۔

حاکم نے مستدرک میں ام جعفر سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (وفات سے کچھ پہلے) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: عورت کا جنازہ جس انداز سے لے جایا جاتا ہے اسے میں ناپسند کرتی ہوں: عورتوں کے جسم پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جس سے جسم کا قدو قامت ظاہر ہوتا ہے، اس پر حضرت اسماء نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لخت جگر! کیا میں آپ کو ایک ایسی چیز نہ دکھاؤں جو حبشہ میں دیکھی تھی، پھر آپ نے کھجور کی چند تر و تازہ شاخیں منگوائیں، ان کو چارپائی کے دونوں بازوؤں سے باندھ دیا اور اوپر سے کپڑا ڈال دیا؛ (اس سے پردے کا ایک عمدہ طریقہ نکل آیا) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کتنا اچھا اور بہتر طریقہ ہے! جب میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں تو آپ اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دونوں مل کر غسل دیں اور کوئی دوسرا اس میں ہرگز شامل نہ ہو [۴]۔

ابن عبد البر کہتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام میں پہلی خاتون ہیں

---

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: (۸/۲۷)، مسند احمد: (۲۷۰٦۸)۔

(۲) الموضوعات لابن جوزی: (۳/۲۷۷)۔

(۳) القول المسدد، ص: (۴۴)۔

(۴) مستدرک للحاکم: (۳/۱٦۳)۔

جن کے جنازے کو اس طرح باپردہ لے جایا گیا اور آپ کے بعد حضرت زینب بنت جحش کے جنازے کو اسی طرح لے جایا گیا[(۱)]۔

ابن سعد نے بطریق محمد بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی، آپ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی خاتون ہیں جن کے جنازے کو لے جانے کے لیے تخت تیار کیا گیا۔ حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ کے لیے ویسا ہی تخت تیار کیا جیسا آپ نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس کی سند یہ ہے:

أخبرنا محمدبن عمر، أخبرنا عمر بن محمدبن عمر بن علی عن أبیه عن علی بن حسین عن ابن عباس.[(۲)]

فائدہ

[حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل مبارک کی حفاظت]

علما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب صرف حضرت فاطمہ سے باقی ہے[(۳)]۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نواسی، امامہ بنت زینب نے اوّلاً حضرت علی سے نکاح فرمایا پھر آپ نے مغیرہ بن نوفل سے شادی کی، ان دونوں حضرات سے آپ کی کچھ اولاد ہوئیں[(۴)]۔

زبیر بن بکار فرماتے ہیں: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نسل ختم ہوگئی[(۵)]۔

---

(۱) الاستیعاب لابن عبد البر: (۱۸۹۸/۴)۔

(۲) الطبقات الکبری لابن سعد: (۲۸/۸)۔

(۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: (۵۴/۸)۔

(۴) سیر اعلام النبلاء: (۳۳۵/۱)۔

(۵) مصدر سابق: (۱۲۲/۲)۔

فائدہ

[حضرت فاطمہ سے مروی احادیث کا بیان]

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جلد ہی وفات پا گئی تھیں، اس لیے آپ سے مروی احادیث کی تعداد دس تک نہیں پہنچی (یعنی یہ تعداد نو(۹) سے زیادہ نہیں ہے۔)

● ماسبق میں مذکور حدیث ''مسارۃ'' جو حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

● ''القول عند دخول المسجد'' امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے بطریق فاطمہ صغری، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مرسلا روایت کی ہے۔ لیکن یہ حدیث ''عن فاطمة عن ابيه الحسين عن فاطمة رضى الله تعالى عنهم'' کی سند سے متّصل ہے۔[1]

● حدیث: ''ألا لا يلو من امرؤ الا نفسه ، يبيت وفى يده رُ يح غَمَرٍ'' امام

(۱) جامع ترمذی، (۳۱۴) ترمذی میں ہے: عن فاطمة بنت الحسين عن جدتها فاطمة الكبرى قالت: كان رسول الله ﷺ اذا دخل المسجد صلى على محمد و سلم و قال: رب اغفر لى ذنوبى ، وافتح لى ابواب رحمتك ، واذا خرج صلى على محمد وسلم و قال: رب اغفر لى ذنوبى وافتح لى ابواب فضلك.
ترجمہ: فاطمہ بنت حسین اپنی دادی فاطمہ کبری سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے: رب اغفر لى ذنوبى ، وافتح لى ابواب رحمتك. اے اللہ میری مغفرت فرما اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو درد شریف اور یہ دعا پڑھتے ''رب اغفر لى ذنوبى، وافتح ابواب فضلك''۔

ابن ماجہ نے بروایت حسین رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مرسلا روایت کی ہے[1]۔
(ترجمہ: جو شخص رات اس حال میں گزارے کہ اس کے ہاتھ میں گوشت کی بو باقی رہ جائے پھر (اگر رات میں اسے کسی کیڑے مکوڑے سے تکلیف پہنچتی ہے تو) اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔)

●حدیث: "ترك الوضوء مما مست النار" ابن ماجہ نے بروایت حسین رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مرسلاً روایت کی ہے[2]۔

●**حدیث:** "ساعةالإجابة فى يوم الجمعة،أنها اذا تدلّت الشمس للغروب" امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی تخریج کی ہے[3]۔

---

(۱) سنن ماجہ: (۳۲۹۶)۔

(۲) مسند أحمد: (۲۵۸۷۹)۔ مسند احمد بن حنبل میں پوری حدیث یوں ہے: عن فاطمة قالت: دخل على رسول الله ﷺ، فأكل عرقا، فجاء بلال بالأذان فقام ليصلى، فأخذت بثوبه فقلت: يا ابه ألا تتوضأ؟ فقال مما أتوضأ يا بنية؟ فقلت مما مست النار، فقال: أوليس اطيب طعامكم ما مسته النار.
(حضرت فاطمہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ نے گوشت والی ہڈی تناول فرمایا، اتنے میں حضرت بلال نے اذان دے دی، تو آپ ﷺ نماز کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوئے، تو میں دامن پکڑ کر بولی: والد بزرگوار! کیا آپ وضو نہیں کریں گے؟ کس چیز کی وجہ سے وضو کروں؟ میں نے کہا: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا آگ پر پکی ہوئی چیز تم لوگوں کا سب سے اچھا کھانا نہیں ہے؟)

(۳) شعب الایمان: (۹۳/۳)۔ پوری حدیث اس طرح ہے: فاطمة بنت النبى ﷺ عن ابيها قال: ان فى الجمعة ساعة لا يوافقها مسلم يسأل الله تعالى فيها خيرا إلا أعطاه إياه، قلت: يا ابه اية ساعة هى؟ قال: اذا دلى نصف الشمس.

جمعہ مبارک کو دعا کی مقبولیت کا وقت غروب آفتاب سے پہلے کی گھڑی ہے۔

امام احمد نے محمد بن علی سے روایت کی، آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے میرے پاس لکھ بھیجا کہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصیت نامے کی نقل ان کے پاس بھیجوں، تو میں نے دیکھا کہ آپ کے وصیت نامے میں اس پردے کا ذکر تھا جس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے اسے ایجاد کیا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے تو اسے دیکھ کر واپس لوٹ گئے تھے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھلا رہی تھیں اور یہ شعر پڑھ رہی تھیں:

بـــأبي شـــبه النـــبي ليـــس شـــبيها بعـلـــي

(میرے باپ تم پر فدا ہو، تم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ ہو علی کے مشابہ نہیں۔)

دارمی نے اپنی سنن میں بطریق انس بن مالک، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (جسد اطہر کو قبر میں اتارنے کے بعد) آپ پر مٹی ڈالنے کو تمھارے دلوں نے کیسے گوارا کر لیا!

ابن عساکر نے حابس بن سعد سے روایت کی، آپ فرماتے ہیں: مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ کا نکاح ہوا ہے اور اسماء بنت عمیس سے حضرت علی کا، اس وقت اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس گھڑی میں کوئی بھی بندہ مؤمن جو بھی اللہ تعالی سے طلب کرتا ہے، اللہ تعالی اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے، حضرت فاطمہ نے عرض کیا: والد محترم وہ کون سی گھڑی (وقت) ہے؟ آپ نے فرمایا: جب سورج کا نصف حصہ ڈوبنے کے قریب ہو۔)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں، تو جب حضرت فاطمہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات ہوگئی تو حضرت علی نے اسما بنت عمیس سے نکاح فرمایا[۱]۔

حضرت فاطمہ سے منسوب اشعار

آپ سے منسوب اشعار، جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے وقت، حضرت فاطمہ کی زبان مبارک سے جاری ہوئے تھے۔

ابن سید الناس نے اپنی سیرت میں درج ذیل اشعار ذکر کیے ہیں:[۲]

١-إِغبَرَّ آفاقُ السَّماء، و كُوِّرَتْ شمسُ النهار، وأَظلَمَ العصرانِ

٢-فالأَرضُ من بعدِ النبي كئيبةٌ أسفاً عليه كثيرة الرَّجَفانِ

٣-فَلْيَبْكِهِ شَرقُ البلادِ وغَرْبُها وَلْيَبْكِهِ مُضَرٌ وَّ كُلُّ يَمانِ

٤-وَلْيَبْكِهِ الطَّودُ المُعَظَّمُ جوُّه وَالبيتُ ذُو الأَستارِ وَالأَركانِ

٥-يا خَاتِمَ الرُّسلِ المباركَ ضوؤُه صَلّى عَليه مُنَزِّلُ الفُرقانِ

ترجمہ اشعار:

۱-فضا مکدر ہوگئی، آفتاب نیم روز بے نور ہوگیا، شب و روز تاریک ہوگئے،

۲-رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد غم و افسوس کے باعث زمین غم زدہ اور مسلسل لرزاں ہے،

---

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر: (۳۴۸/۱۱)

(۲) الاکتفاء بما تضمه من مغازی رسول الله و الثلاثة الخلفاء، لأبن ابی الربیع سلیمان الکلاعیّ الاندلسی : (۲/ ۳٦۳). و الروض الانف : (٤/ ٤٥٧).و نهاية الادب فی فنون الادب ،لشهاب الدين النو يری : (۱۸/ ۱۳٤).

۳-آپ پر مشرق و مغرب آنسو بہائے تو بجا ہے، آپ پر قبیلہ مضر اور ہر یمنی اشک ریزی کرے تو بجا ہے،

۴-آپ کی وفات پر فلک بوس پہاڑ اور کعبہ شریف گریہ وزاری کرے تو بجا ہے،

۵-اے بابرکت روشنی والے آخری نبی! آپ پر قرآن نازل کرنے والا رحمتیں نازل فرمائے۔

یہ کتاب ''الثغور الباسمة فی مناقب سیدتنا فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' پایہ تکمیل کو پہنچی، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ سیدہ کائنات کے والد گرامی، سرور اولین و آخرین، محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ (آمین، یارب العالمین) صلاۃ و سلام نازل ہو، آپ پر، آپ کی آل اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر۔

خـــــاتمة بـالخـــــير